کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

at-tazkiyah

تفصیلات

کتاب کا نام	:	کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ ـ نومبر ۲۰۱۷ء
مقامِ وعظ	:	جامعہ قاسمیہ کھروڈ
تقریب	:	افتتاحِ شیخ عبداللہ کاپودروی اکیڈمی
تاریخِ اشاعت	:	ذوالحجّہ ۱۴۳۹ھ ـ مطابق اگست ۲۰۱۸ء
ناشر	:	دارالتزکیہ، لیسٹر، یوکے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے ۵
اہلِ علم کے مجمع میں حاضری: ایک بہت بڑی سعادت ۶
آج کے جلسے کا عنوان ۶
عمل کے لئے علم ضروری ہے ۷
کتب بینی کا ذوق پیدا کرو ۸
تدبّر کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت محبتِ الٰہیہ کا سبب ہے ۹
ہمارے اسلاف کا مرادِ خداوندی کو سمجھنے کا جذبہ ۹
مدرّسین کے لئے بہت مفید نصیحت ۱۱
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن کی تفسیر ۱۱
امید کون لوگ کر سکتے ہیں؟ ۱۲
حضرت علّامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذوقِ مطالعہ ۱۳
حقیقی طالبِ علم کون ہے؟ ۱۴
طالبِ علم کو اسمارٹ فون کی کیا ضرورت؟ ۱۵
اکابر کا ذوقِ مطالعہ ۱۶
دونوں جہان کی خیر کے دروازوں کی کنجی علم وعمل ہے ۱۷
علم پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟ ۱۸
ترقّی کا راز ۲۰
موجودہ مشائخ کی قدر کرلو، آئندہ ایسے بھی نہیں ملیں گے ۲۱

مدارس سے مولانا تو بہت پیدا ہوتے ہیں، مولوی پیدا نہیں ہوتے ۲۲
تمام اسلاف نے قطب بینی کا اہتمام کیا ہے ۲۳
قطب بینی کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ سے عالمی اور آفاقی کام لے گا ۲۴
عالمِ ربّانی کی کیفیت ۲۴
میرِ کارواں کا رختِ سفر ۲۶
ماٰخذ و مراجع ۲۹

طلبہ کے لئے صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت

حضرت مولانا عبداللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا کہ حضرت محدّثِ اُمّت علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب دورۂ حدیث پڑھایا تو آخر میں فرمایا کہ لاکھ دفعہ بخاری پڑھو، جب تک کسی اللہ والے کے جوتے سیدھے نہ کرو گے کچھ نہیں بنے گا۔

مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے علوم و معارف، ص:۵۸

کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَلَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى أَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ. لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾(فاطر:۲۹) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ.

اہلِ علم کے مجمع میں حاضری: ایک بہت بڑی سعادت

اللہ تعالیٰ شانہٗ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے وارثینِ انبیاء علیہم السلام اور مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے بڑے مجمع میں حاضری کی سعادت نصیب فرمائی، ایسے مجمع میں جہاں اربابِ علم وفضل تشریف فرما ہوں اور گجرات کے آفتاب ومہتاب جلوہ افروز ہوں، کچھ عرض کرنے کے لئے بیٹھنا ایک جسارت ہی ہے، طبیعت بہت محجوب ہورہی ہے اس لئے کہ میں صحت کے اعتبار سے علیل اور علم کے اعتبار سے قلیل بلکہ معدوم ہوں، اسی لئے میں نے اپنے محبوب اور محب بھائی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم سے عرض کیا تھا اور مہتمم صاحب سے بھی کہ مجھے معذور رکھا جائے تو بہت اچھا ہوگا، لیکن بہر حال اب بیٹھنا ہی پڑا ہے تو میری اپنے اکابر سے، علماء سے اور طلبہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ ایسی بات کہنے کی توفیق عطا فرمائیں جو سب سے پہلے میرے لئے نافع ہو اور اس کے بعد دوسروں کے لئے بھی نافع ہو۔ (آمین)

آج کے جلسے کا عنوان

آج کے اس جلسے کا تعلّق قرآنِ مجید سے بھی ہے اس لئے کہ چند طلبہ قرآنِ مجید کی تکمیل کریں گے، اسی طرح اس کا تعلّق میرے مشفق مربِّی، حضرت مولانا عبد اللہ کاپودروی صاحب دامت برکاتہم سے بھی ہے، اور اسی طرح اس جلسے کا تعلّق ایک کتب خانے سے بھی ہے، سوچ رہا تھا کہ کیا عرض کروں گا؟ یہاں (مسجد میں) داخل ہوتے ہوئے یہ آیت ذہن میں آئی، میں نے سوچا کہ اس آیت کی تلاوت کروں گا اور پھر اللہ تعالیٰ شانہٗ دل میں جو بات ڈالیں گے وہ یہ سمجھ کر عرض کروں گا کہ یہ میرے بزرگوں کا فیضان ہے، اس آیت میں اللہ

تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ﴾

بیشک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں،

﴿وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾

اور نماز قائم کرتے ہیں،

﴿وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً﴾

اور ان چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے ان کو دیا ہے، چُپکے چُپکے اور علی الاعلان،

﴿يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ﴾ (فاطر:۲۹)

وہ امیدوار ہیں ایسی تجارت کے جو ہرگز ضائع نہیں ہوگی۔

عمل کے لئے علم ضروری ہے

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ (البروج:۱۱)

بیشک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے، ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

ایمان اور عملِ صالح کا نتیجہ جنّت ہے، لیکن ایمان اور عملِ صالح کے لئے علم ضروری ہے

اس لئے کہ بغیر علم کے عمل ممکن نہیں، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح میں (کتاب العلم میں) ایک باب باندھا ہے، بَابُ اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْعَمَلِ (باب اس کا کہ عمل سے پہلے علم آتا ہے)۔

پہلے علم آتا ہے پھر عمل، آخرت میں کامیابی کے لئے اور جنّت میں جانے کے لئے عمل ضروری ہے، اور عمل کے لئے علم ضروری، اور علم کے لئے کتب بینی ضروری، اور آج ماشاء اللہ ایک عظیم الشان کتب خانے کا افتتاح ہورہا ہے، اس میں کتب بینی کا بھی کام ہوگا اور پھر اکیڈمی کی شکل ہے تو ریسرچ (research) اور تحقیق کا کام بھی ہوگا، اور مزید کتب وجود میں آئیں گی، اربابِ علم ان کا مطالعہ کریں گے، عوام کو بھی مطالعہ کا موقع ملے گا۔

کتب بینی کا ذوق پیدا کرو

تو علمِ صحیح کے بغیر اعمالِ صالحہ ممکن نہیں، اور علم کے حصول کے لئے کتب بینی اور مطالعہ ضروری ہے، اس لئے میری میرے جیسے طلبہ سے سب سے پہلی درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے اندر مطالعہ کا ذوق پیدا کریں، کتب بینی کا ذوق پیدا کریں، کتاب اللہ کا بھی بہت گہرائی سے مطالعہ ہونا چاہئے اس لئے کہ وہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے:

خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ[1]

بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔

اس کا ہمارے اسلاف نے بہت اہتمام کیا ہے، علّامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح مسلم، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ح(۸۶۷)

رُبَّمَا طَالَعْتُ عَلَى الْآيَةِ الْوَاحِدَةِ نَحْوَ مِائَةِ تَفْسِيرٍ[۱]

کبھی کبھی ایسا ہوا کہ ایک آیت پر غور وفکر کرتے ہوئے مرادِ خداوندی تک پہنچنے کے لئے تقریباً سو تفسیروں کا مطالعہ کرنا پڑا۔

تدبّر کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت محبتِ الٰہیہ کا سبب ہے

کتب بینی کا ذوق پیدا کرنا چاہئے، بالخصوص کتاب اللہ کو سمجھنے کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اہلِ علم کو تلاوت کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہئے، آج ہمارا تلاوت کا معمول نہ ہونے کے برابر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اہلِ علم کو منتخب کیا اور ان کو براہِ راست کتاب اللہ سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی، لیکن اس کے باوجود تلاوت بہت کم ہوتی ہے، اور وہ بھی تدبّر کے ساتھ نہیں، اللہ ہمیں معاف فرمائیں۔ (آمین)

میں اپنے یہاں مدرسے میں طلبہ سے کہا کرتا ہوں کہ ترجمۂ قرآن کے سال ہی سے یہ عادت ڈالو کہ قرآن کی تلاوت تدبّر کے ساتھ ہو، نماز میں بھی اور نماز کے باہر بھی، ترجمہ ایک طرف رہ جاتا ہے اور زبان پر صرف الفاظِ قرآن ہوتے ہیں، تدبّر بالکل نہیں ہوتا، میرے عزیزو! تدبّر کے ساتھ قرآن پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے، پاکستان میں ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ان کا ارشاد ہے کہ قرآنِ مجید کو تدبّر کے ساتھ پڑھنا محبتِ الٰہیہ کے اسباب میں سے ہے۔[۲]

ہمارے اسلاف کا مرادِ خداوندی کو سمجھنے کا جذبہ

تو علّامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[۱] العقود الدرية في مناقب شيخ الإسلام ابن تيمية، ص: ۲۴

[۲] معارفِ بہلوی: ۳۹۵/۲

رُبَّمَا طَالَعْتُ عَلَى الْآيَةِ الْوَاحِدَةِ نَحْوَ مِائَةِ تَفْسِيْرٍ

کبھی کبھی ایسا ہوا کہ ایک آیت پر غور وفکر کرتے ہوئے مرادِ خداوندی تک پہنچنے کے لئے تقریباً سو تفسیروں کا مطالعہ کرنا پڑا۔

ان حضرات کے نزدیک مرادِ خداوندی کو سمجھنا بہت اہم تھا، اس لئے آگے فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَسْئَلُ اللّٰهَ الْفَهْمَ وَأَقُوْلُ يَا مُعَلِّمَ آدَمَ وَإِبْرَاهِيْمَ عَلِّمْنِيْ[1]

پھر میں اللہ جلّ جلالُہ سے فہم کا سوال کرتا ہوں اور التجاء کرتا ہوں کہ اے آدم اور ابراہیم کو سکھانے والے! مجھے بھی سکھادے۔

ان حضرات کو یہ احساس تھا کہ قرآنِ مجید دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ اس کے پیغام کو سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے، اور جب تک اس کے پیغام کو سمجھا نہیں جائے گا، اس وقت تک عمل کیسے ہوگا؟ تو مرادِ خداوندی کو سمجھنے کی اپنے اندر طلب پیدا کرو، پھر قرآنِ مجید کی سب سے پہلی تفسیر احادیثِ شریفہ ہے، اس کے بعد آگے سب چیزیں پھیلتی چلی گئیں، اس لئے قرآن، حدیث اور ان کے علاوہ باقی جتنے علوم ہیں ان سب کے مطالعہ کا ذوق پیدا کرو۔

ہمارے اسلاف نے علومِ دینیہ کی کتب کے مطالعہ کو بہت اہمیت دی، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک طرف کھجوریں کھاتے رہے اور دوسری طرف مطالعہ کرتے رہے، پتا ہی نہیں چلا کہ کتنی کھجوریں کھا رہے ہیں اور یہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔[2] یہ تھا علمی انہماک، یہ تھا مطالعہ کا انہماک، یہ حضرات کثیر المطالعہ بھی تھے، وسیع المطالعہ بھی اور عمیق المطالعہ بھی، بہت زیادہ دیکھتے تھے اور بہت وسعت و گہرائی کے ساتھ دیکھتے تھے۔

---

[1] العقود الدرية في مناقب شيخ الإسلام ابن تيمية، ص: ۲۴

[2] تهذيب التهذيب: ۶۷/۴

مدرّسین کے لئے بہت مفید نصیحت

ہمارے یہاں جب مشکوٰۃ شریف کا سال شروع ہوا تو دار العلوم دیوبند کے استاذِ حدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، بندے پر حضرت کی بڑی شفقتیں رہیں، جب تشریف لائے تو پوچھا کہ مشکوٰۃ شریف کون پڑھائے گا؟ میں نے کہا کہ ایک جلد تو طے ہے، ہمارے یہاں مولانا عیاض صاحب ہیں، بہت شریف ہیں، استعداد بھی بہت اچھی ہے اور دار العلوم بَرِی سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ ازہر میں تخصّص فی الحدیث بھی کیا ہے، دوسری جلد زیرِ غور ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تجھے پڑھانی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت، اس کے لئے جو علم چاہئے، جو تقویٰ چاہئے، وہ میرے پاس نہیں ہے، اور اگر ہوتا بھی تو مہتمم کے پچاسوں جھمیلے ہوتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تم پڑھاؤ، اس سے علم بھی آئے گا اور تقویٰ بھی آئے گا، اور یہ جو پچاسوں جھمیلے ہیں تو علمِ حدیث کی برکت سے جو کام پانچ گھنٹے میں ہوتے ہیں وہ ایک گھنٹے میں ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے، آپ دعا بھی فرما دیجئے اور کچھ نصیحتیں بھی کیجئے۔ اس وقت حضرت نے بہت اچھی نصیحتیں فرمائی جو مدرّسین کے لئے بہت کام کی ہیں، ان میں سے ایک بات حضرت نے یہ فرمائی کہ زیادہ دیکھو اور کم بولو۔ مطلب یہ تھا کہ مطالعہ وسیع اور عمیق ہو اور تقریر مختصر اور جامع ہو۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن کی تفسیر

امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ

ثُمَّ يُحَدِّثُنَا فِيْهَا وَيُفَسِّرُهَا عَامَّةَ النَّهَارِ[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے ایک سورت کی تلاوت فرماتے تھے، پھر اس کے بعد اس سورت پر گفتگو فرماتے تھے اور پورا دن اس ایک سورت کی تفسیر میں گزار دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ سورۂ بقرہ ختم کرنے میں بارہ سال لگے۔[2] ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سورۂ بقرہ ختم کرنے میں آٹھ سال لگے۔[3] آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ سال لگ جاتے تھے، اس لئے کہ وہ قرآن پڑھتے بھی تھے اور سمجھتے بھی تھے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ قرآن کو اسی نیت سے پڑھتے تھے کہ مجھے اس پر عمل کرنا ہے، اور ظاہر ہے کہ عمل کرنے کے لئے سمجھنا ضروری ہے۔

امید کون لوگ کر سکتے ہیں؟

تو اللہ تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ﴾ (فاطر:۲۹)

بیشک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔

حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ (مَعَ الْعَمَلِ)[4]

---

[1] تفسير الطبري: ۱/ ۷۵

[2] شعب الإيمان، باب في تعظيم القرآن، ح(۱۹۵۷)

[3] موطأ الإمام مالك، كتاب القرآن، باب ما جاء في القرآن، ح(۱۱)

[4] بیان القرآن: ۳/ ۲۲۴

بیشک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، اور صرف تلاوت پر اکتفاء نہیں کرتے، بلکہ اس کے ساتھ عمل بھی کرتے ہیں، اور خصوصیت اور اہتمام کے ساتھ:

﴿وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ﴾ (فاطر:۲۹)

نماز قائم کرتے ہیں، اور خرچ کرتے ہیں ان چیزوں میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے، چُپکے چُپکے اور علی الاعلان، ایسے لوگ ایسی تجارت کی امید رکھ سکتے ہیں جو کبھی گھاٹے میں نہیں جائے گی۔

جو لوگ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں، اور تلاوت کے ساتھ عمل بھی کرتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کی رضا کی اور جنّت کی امید رکھ سکتے ہیں۔

حضرت علّامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذوقِ مطالعہ

تو ایک چیز جو بہت ضروری ہے وہ کتب بینی ہے، حضرت علّامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے قریبی زمانے کے بزرگ ہیں، طلبہ کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ تو علّامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہے، وہ تو خیر کا دور تھا، تو علّامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنئے! آپ کو ڈابھیل میں مجلسِ علمی کی طرف سے العرف الشذیّ کی تحقیق کا کام سپرد کیا گیا، اس میں ایک کام یہ تھا کہ حضرت علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں، ان کے حوالوں کی تخریج کی جائے، علّامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ العرف الشذیّ پر کام کرتے ہوئے ایک ایک حوالے کو تلاش کرنے کے لئے کبھی کبھی مجھے سینکڑوں صفحات

دیکھنے پڑے۔اس سلسلے میں انہوں نے مثالیں بھی دیں،فرماتے ہیں کہ ایک جگہ پر حضرت علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ متعارض احادیث کی تطبیق کے لئے ایک بہت اہم قاعدہ ہے جسے مصطلح الحدیث کے مدوّنین نے نظر انداز کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فتح الباری میں متعدّد جگہوں پر ذکر کیا ہے۔ علّامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح الباری اُٹھائی اور مجھے وہ قاعدہ مل گیا، لیکن اسی پر میں نے اکتفاء نہیں کیا، اس لئے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متعدّد جگہوں پر ذکر کیا ہے، تو یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ فتح الباری میں کتنی جگہوں پر ہے اور کہاں کہاں ہے، میں نے از اوّل تا آخر پوری فتح الباری میں اسے تلاش کیا۔[1]

حقیقی طالبِ علم کون ہے؟

تو طلبہ کی خدمت میں میری پہلی درخواست یہ ہے کہ مطالعہ وسیع ہو اور گہرا ہو، طالبِ علمی کے زمانے سے مطالعہ کا ذوق پیدا کرو، اپنے فارغ وقت میں بھی کتابیں دیکھو، حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالبِ علم اسے کہتے ہیں جس کے ذہن میں ہر وقت کوئی نہ کوئی علمی بات گردش کر رہی ہو۔[2] طالب اسمِ فاعل کا صیغہ ہے، اس میں استمرار کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، اب ہم طلبہ اپنی مجلسوں کو دیکھ لیں، ہماری مجلسوں میں علم کا چرچا نہیں ہوتا، ایسا مشکل سے دیکھنے کو ملتا ہے کہ کسی نحوی مسئلے پر گفتگو ہو رہی ہو، کسی صرفی مسئلے کا کوئی اشکال حل کیا جا رہا ہو، کسی لفظ کی لغت دریافت کی جا رہی ہو، کوئی کسی کو بتلا رہا ہو کہ آج میں شرح دیکھ رہا تھا تو مجھے ایک کام کی چیز مل گئی، بالکل نہیں، علم کا چرچا ہی نہیں، لازمی مطالعہ اور

---

[1] بیّنات، اشاعتِ خاص، بیادِ محدّث العصر، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، ص: ۱۴۰

[2] ملفوظات وواقعات مفتی شفیع صاحبؒ، ص: ۳۳

اسباق کے علاوہ علمی مشغلہ ہوتا ہی نہیں، بلکہ معاملہ الٹا ہو گیا ہے کہ درس گاہ میں، مطالعہ میں اور تکرار میں فٹ بال اور کرکٹ کا تذکرہ ہوتا ہے، موبائل کو چھپ چھپ کر دیکھتے رہتے ہیں، درس گاہ میں بھی دیکھتے رہتے ہیں، اور بعض لوگ تو کبھی کبھی فحش چیزیں بھی دیکھ لیتے ہیں۔

طالبِ علم کو اسمارٹ فون کی کیا ضرورت؟

میں انگلینڈ میں اپنے یہاں طلبہ کو کہا کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہمارے طلبہ کو جزاءِ خیر دیں کہ وہ بات کو مانتے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ کو اسمارٹ فون (smartphone) کی ضرورت نہیں ہے، سادہ موبائل ٹھیک ہے کہ اس سے کسی کو فون کر لیا، خیر خیریت معلوم کر لی، لیکن اسمارٹ فون کی طلبہ کو ضرورت نہیں ہے، بلکہ علماء کو بھی ضرورت نہیں ہے، ہاں، جو بڑے لوگ ہیں، جنہیں اپنے نفس پر پورا ضبط اور کنٹرول ہے، جو صحیح غلط اور مفید مضر میں تمیز کر سکتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے مفید اور صحیح کو دیکھتے ہیں اور غلط اور مضر سے بچتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے اسمارٹ فون ٹھیک ہے، لیکن ہمارے جیسے کمزور لوگوں کے لئے نہیں، یہ دلدل ہے، آدمی کو اپنے اندر کھینچتی ہی چلی جاتی ہے، جو طلبہ رات کو بستر میں چھپ کر اسے دیکھتے رہتے ہیں وہ درس گاہ میں کیا پڑھیں گے؟

میں تو سالکین کو بھی، طلبہ کو بھی اور مدرّسین کو بھی یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اسمارٹ فون کو نکال دیجئے اس لئے کہ یہ بہت ہی نقصان دہ ہے، اس نے ہمارا قیمتی وقت برباد کر رکھا ہے، صرف وہ حضرات اسمارٹ فون، واٹس ایپ (WhatsApp) وغیرہ رکھیں جو بڑے ہیں، جو اُمّت کے قائدین ہیں، جن کی حالات پر نظر رہنی ضروری ہے، ہمارے یہاں تو مدرسے میں سادہ موبائل بھی نہیں ہوتا، الحمد للہ، طلبہ عادی بن گئے ہیں کہ آتے ہی دفتر میں جمع کرا دیتے

ہیں اور جس دن گھر جاتے ہیں لے لیتے ہیں، مدرسے میں نہ اخبار ہے، نہ ریڈیو (radio)، نہ ٹیپ ریکارڈر (tape recorder)، نہ موبائل، تو اب فارغ وقت میں طلبہ کیا کریں گے؟ جب دوسرا کوئی مشغلہ ہی نہیں ہے تو فارغ وقت میں بیٹھ کر کتابیں پڑھیں گے۔

اکابر کا ذوقِ مطالعہ

لٰہذا مطالعہ کا ذوق پیدا کرو، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے، وہ فرماتے تھے:

لَذَّاتُ الْأَفْكَارِ خَيْرٌ مِنْ لَذَّاتِ الْأَبْكَارِ[1]

علمی مسائل میں غور وفکر کی لذّت دوشیزاؤں سے لطف اندوز ہونے کی لذّت سے بہت بہتر ہے۔

علّامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اشعار ہیں، آپ فرماتے ہیں:

سَهَرِيْ لِتَنْقِيْحِ الْعُلُوْمِ أَلَذُّ لِيْ
مِنْ وَصْلِ غَانِيَةٍ وَطِيْبِ عِنَاقِ

علوم کی تنقیح اور تحقیق کے لئے میرا راتوں کو جاگنا، خوبصورت لڑکی کی ملاقات اور اس سے گلے لگنے کی مٹھاس سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔

وَتَمَايُلِيْ طَرَبًا لِحَلِّ عَوِيْصَةٍ
أَشْهٰى وَأَحْلٰى مِنْ مُدَامَةِ سَاقِ

اور کسی مشکل مقام کو حل کرنے کے نتیجے میں میرا جھومنا، یہ شراب پلانے والے کے جام سے بھی زیادہ مزیدار اور میٹھا ہے۔

[1] حدائق الحنفیّۃ، ص: ۱۵۴

وَصَرِيْرُ أَقْلَامِيْ عَلٰى أَوْرَاقِهَا
أَحْلٰى مِنَ الدُّوْكَاهِ وَالْعُشَّاقِ

کاغذ پر لکھتے وقت میرے قلم کے چلنے کی آواز 'دوکاہ' اور 'عُشّاق' نغموں سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

وَأَلَذُّ مِنْ نَقْرِ الْفَتَاةِ لِدُفِّهَا
نَقْرِيْ لِأُلْقِيَ الرَّمْلَ عَنْ أَوْرَاقِيْ

اور ایک نوعمر لڑکی کے دُف بجانے کی کھنک سے بھی زیادہ لذّت مجھے اپنی کتابوں کے اوراق سے غبار جھاڑنے کی آواز میں محسوس ہوتی ہے۔[1]

اللہ اکبر! ان حضرات کو مطالعہ اور کتب بینی کا کتنا ذوق تھا!

دونوں جہان کی خیر کے دروازوں کی کنجی علم وعمل ہے

تو میرے عزیز طلبہ! آپ اپنے اندر مطالعہ اور کتب بینی کا جذبہ پیدا کیجئے، مطالعہ اور کتب بینی کا شوق ہوگا تو علم آئے گا، اور علم آئے گا تو عمل آئے گا، اور عمل آ گیا تو دنیا اور آخرت کی خیر کے سارے دروازے کھل جائیں گے، اللہ تعالیٰ شانُہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ (مریم:۹۶)

بیشک جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کئے، اللہ تعالیٰ

[1] صفحات من صبر العلماء، ص:۱۳۹

ان کے لئے (مخلوق کے دلوں میں) محبت پیدا کردے گا۔

﴿وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ (النور:۵۵)

تم میں سے جولوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے، ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ (البروج:۱۱)

بیشک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے، ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

علم پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟

توعلم سے عمل آئے گا اور عمل سے دنیا اور آخرت کی کامیابی کے سارے دروازے کھلیں گے، اب بیچ میں ایک سوال رہ جاتا ہے کہ کتب بینی کے نتیجے میں علم تو آتا ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ علم کے باوجود عمل نہیں ہوتا، غالب کا شعر مشہور ہے:

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

ہمارے طلبہ بھی علم کے باوجود آسان کام نہیں کرسکتے، شیطان ان کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہے کہ فرائض و واجبات کے علاوہ چیزوں پر عمل کرنے سے طلبِ علم میں خلل

ہوتا ہے، اوراس باب میں بعض مدرّسین کا بھی قصور ہے، ایسا طالبِ علم جوفکرِآخرت کا ذوق رکھتا ہو، اسے درس گاہ میں چھیڑا جاتا ہے،صوفی صاحب کے لقب سے پکار کراس پر طنز کیا جاتا ہے، ایسے طلبہ جو بیعت ہوتے ہیں اور مشائخ سے تعلّق رکھتے ہیں ، خانقاہوں میں جانے کا معمول بناتے ہیں،بعض اساتذہ انہیں بھی چھیڑتے ہیں، انہیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ عمل کے لئے یہ بیچ والی منزل کتنی اہم ہے!

توکتب بینی سے علم آئے گا جو پہنچائے گا عمل تک ،لیکن بہت سوں کو یہ تجربہ ہوتا ہے کہ علم آنے کے باوجود زندگی میں عمل نہیں ہے،معلوم ہوا کہ بیچ میں کوئی اور چیز ہے جس کی ضرورت ہے، اوروہ ہے قطب بینی، کتب بینی کے بعد قطب بینی کی ضرورت ہے اس لئے کہ قطب بینی کے ذریعے جذبۂ عمل آتا ہے،حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب
تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگِ در پے مرنا
کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا
میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

اوراکبرالہ آبادی کا شعرتو بہت ہی مشہور ہے:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ترقّی کا راز

آج اس جلسے کا تعلّق کتب سے بھی ہے اور قطب سے بھی، ہمارے لئے حضرت مولانا عبد اللہ کاپودروی صاحب دامت برکاتہم قطب ہیں، حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم قطب ہیں، اور بھی کئی مشائخ یہاں تشریف فرما ہوں گے، میں نے اِدھر اُدھر زیادہ دیکھا نہیں اس لئے مجھے علم نہیں ہے کہ کون کون ہیں، تو کتب بینی سے علم آئے گا، لیکن کتب بینی سیدھے عمل تک نہیں پہنچائے گی، بیچ میں قطب بینی کی ضرورت ہوگی، اس لئے یہ میری دوسری گزارش ہے کہ کتب بینی کے ساتھ قطب بینی کا بھی اہتمام کریں، بزرگوں سے اپنا تعلّق جوڑیں۔

میں اس وقت مسجد میں ہوں اور اہلِ علم، اکابر اور مشائخ کے ایک بڑے مجمع میں بیٹھا ہوا ہوں، میں اپنے بارے میں پوری صفائی کے ساتھ عرض کرتا ہوں، شاید کسی کو میری یہ بات نفع پہنچادے، مجھے جو کچھ بظاہر حاصل ہوا ہے اور آپ حضرات کو میری جو کچھ ترقّی نظر آرہی ہے، اس کا سب سے بڑا سبب، بلکہ واحد سبب اکابرین کی نظر ہے، میری زندگی میں نہ ایسی کوئی بھلائی ہے نہ کوئی خیر، نہ اور کوئی بات جس کو میں اس ترقّی کا سبب کہہ سکوں، اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر یہ بہت بڑا فضل فرمایا کہ کسی استحقاق کے بغیر اور میری طرف سے کسی طلب کے بغیر اللہ تعالیٰ نے اہلِ قلوب کے قلوب کو میری طرف متوجّہ کیا، اگر ان کے قلوب میری طرف متوجّہ نہ ہوتے تو پتا نہیں میں کہاں حیران اور پریشان سرگرداں پھر رہا ہوتا، پتا نہیں میں کس وادی میں بھٹک رہا ہوتا۔

موجودہ مشائخ کی قدر کرلو، آئندہ ایسے بھی نہیں ملیں گے

اس لئے میرے بھائیو، کتب بینی کے ساتھ قطب بینی کا بھی اہتمام کرو، اور اپنے زمانے کے بزرگوں کو پچھلے زمانے کے بزرگوں پر قیاس مت کرو، اُس زمانے کے لوگ بھی اپنے بزرگوں کے بارے میں اسی طرح سوچا کرتے تھے جس طرح آج ہم اپنے زمانے کے بزرگوں کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں کہ ان کے احوال شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نہیں ہیں، شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نہیں ہیں، حضرت حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جیسے نہیں ہیں۔

میرے بھائیو! ایسا نہیں ہے کہ ہمارے زمانے کے جو مشائخ ہیں وہ پرانے زمانے کے مشائخ سے کم درجے کے ہیں، نہیں، ہر دور کے مشائخ بڑے اونچے درجے کے ہوتے ہیں، یہ ہماری خام خیالی ہے، لیکن اگر کسی کو ایسا محسوس ہورہا ہے کہ ہمارے زمانے کے مشائخ پچھلے زمانے کے مشائخ کے مقابلے میں بہت کم درجے کے ہیں تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ ذرا اپنی حیثیت کو بھی تو دیکھیں! اور اگر بالفرض یہ کم درجے کے ہیں بھی، تو ان سے بہتر اور کوئی ہے؟ اگر نہیں تو پھر ان کی قدر کرلینی چاہئے، بھوکے کو اگر بریانی نہ ملے تو وہ دال کھا کر شکر ادا کرتا ہے کہ ضرورت تو پوری ہوئی۔

میرے بھائیو! پچھلے زمانے کے بزرگوں پر اپنے زمانے کے بزرگوں کو قیاس مت کرو، جو اس وقت ہیں ان کی قدر کرلو اس لئے کہ آئندہ ایسے بھی نہیں ملیں گے، اللہ تعالیٰ شانہٗ حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب دامت برکاتہم کی عمر میں صحت و عافیت کے ساتھ خوب برکت نصیب فرمائیں، اللہ قادرِ مطلق ہے، سب کچھ کرسکتا ہے، اللہ شفاءِ کاملہ عاجلہ

نصیب فرمائیں، حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم کی عمر میں خوب برکت نصیب فرمائیں، میں خود ان دونوں بزرگوں سے بہت نفع حاصل کر چکا ہوں، ان کی شفقتیں رہیں، محبتیں رہیں، دعائیں رہیں، میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ میں یہاں رہتا اور ان کے پاس پڑا رہتا، لیکن میرے حالات اجازت نہیں دیتے، میرے اس سفر کا سب سے اہم مقصد حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب دامت برکاتہم کی زیارت وملاقات ہے کہ حضرت کو پھر ایک مرتبہ دیکھ لوں ، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ موقع پھر دوبارہ بھی نصیب کریں۔ (آمین)

تو یہ جو ہمارے گجرات میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اکابر، مشائخ اور بزرگانِ دین پیدا کئے ہیں، قطب پیدا کئے ہیں، ان سے اپنا تعلّق جوڑو، اور کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی کرو، مشائخِ حقّہ میں سے جن سے آپ کو مناسبت ہو اور جہاں آپ کا دل لگے، ان سے اپنا تعلّق جوڑو اور باقی مشائخ کا احترام کرتے ہوئے توحیدِ مطلب کے ساتھ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھاؤ۔

مدارس سے مولانا تو بہت پیدا ہوتے ہیں، مولوی پیدا نہیں ہوتے

تو کتب بینی بھی ہو اور قطب بینی بھی، کتب بینی کے ذریعے مطلق علم وجود میں آتا ہے، پھر جب قطب بینی کرتے ہیں، بزرگوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں تو وہ مطلق علم، علمِ نافع بنتا ہے، اور اگر کتب بینی کے بعد قطب بینی کا اہتمام نہیں ہوا تو وہ علم صرف مطلق نہیں رہے گا، بلکہ وہ علمِ غیر نافع ہو جائے گا جس سے احادیث میں پناہ مانگی گئی ہے، بلکہ آسان الفاظ میں عرض کروں کہ نری کتب بینی سے مولانا بنتے ہیں، اور کتب بینی کے ساتھ اگر قطب بینی بھی

ہوتو مولوی بنتے ہیں، مولوی اور اللہ والا بننے کے لئے قطب بینی ضروری ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے افسوس کے ساتھ فرماتے تھے کہ بدقسمتی سے پچھلے تیس سال سے ہمارے دینی مدارس بانجھ ہوگئے ہیں۔ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا سے گئے ہوئے کتنے سال ہوگئے ؟ اس طویل مدّت میں مدارس میں مزید کتنا تغیّر آیا ہوگا ؟ فرماتے تھے کہ بدقسمتی سے ہمارے مدارس بانجھ ہوگئے ہیں، ہمارے مدارس سے مولانا تو بہت پیدا ہوتے ہیں، مولوی پیدا نہیں ہوتے۔[۱] یہ بھی فرماتے تھے کہ اب ہمارے مدارس سے علماءِ سوء نکلنے شروع ہوگئے ہیں۔[۲]

تمام اسلاف نے قطب بینی کا اہتمام کیا ہے

میرے بھائیو! جب کتب بینی کے ساتھ قطب بینی ہوگی، جب دونوں کام ہوں گے تو رشید احمد گنگوہی پیدا ہوگا، قاسم نانوتوی پیدا ہوگا، شاہ ولی اللہ پیدا ہوگا، ابوالحسن علی ندوی پیدا ہوگا، الیاس کاندھلوی پیدا ہوگا، میرے بھائیو! تاریخ میں جتنے بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں، ان میں سے آپ مجھے ایک ایسا بتاؤ جس نے صرف کتب بینی کی ہو، جتنے بڑے بڑے نام ہیں، چاہے آپ علمی زاویے سے دیکھیں، امام بخاری، امام مسلم وغیرہ، سب نے کتب بینی کے ساتھ قطب بینی کا بھی اہتمام کیا ہے۔

میں طلبہ سے کہا کرتا ہوں کہ چونکہ ہم طلبِ علم کی غرض سے مدرسے میں آتے ہیں اس لئے جب کسی کا نام ہمارے کانوں میں پڑتا ہے تو ہم اس کی شخصیت کو صرف علمی زاویے سے

---

[۱] ملفوظات وواقعات مفتی شفیع صاحبؒ، ص: ۳۳

[۲] اصلاحی تقریریں: ۲۶۲/۱

دیکھتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو صرف علمی زاویے سے دیکھتے ہیں، ان اکابر کو عملی زاویے سے بھی دیکھو کہ ان کی زندگی میں اگر وہ عمل نہ ہوتا جو تھا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی امیر المؤمنین فی الحدیث نہ ہوتے، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں وہ عمل نہ ہوتا جو تھا تو وہ کبھی بھی قطب الاقطاب نہ بنتے، ان حضرات کی زندگیوں میں کتب بینی بھی تھی اور قطب بینی بھی، بلکہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ بچپن ہی سے اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ نے ان کا انتخاب کیا ہوا ہوتا ہے اس لئے بچپن ہی سے ان کی طبیعت میں نیکی ہوتی ہے، اور اسی کے نتیجے میں ان کو وسعت اور گہرائی کے ساتھ کتب بینی کی بھی خوب توفیق ملتی ہے۔

قطب بینی کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ سے عالمی اور آفاقی کام لے گا

کتب بینی اور قطب بینی دونوں کو لے کر چلیں گے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ سے بھی عالمی کام لے گا، آفاقی کام لے گا، یہ جملہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَم، جب یہ بات ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حَيَاةُ الْعَالِمِ حَيَاةُ الْعَالَم، ایک ایک عالم ایسا ہو کہ اس کے اندر عالمگیر فکر اور دینی حمیت ہو، میں کہا کرتا ہوں کہ مدرسے سے فارغ ہونے والے طلبہ کے سر پر جس وقت دستار باندھی جائے تو اس وقت تک ہر طالبِ علم کے اندر دو چیزیں پیدا ہو جانی چاہئے، ایک دینی حمیت وغیرت، اور دوسری چیز دنیا کے ہر انسان تک ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کا جذبہ۔

عالمِ ربّانی کی کیفیت

میرے بھائیو! میں آپ کے اور ان اکابر کے درمیان مزید حائل نہیں رہنا چاہتا، جب کتب بینی اور قطب بینی دونوں کام ہوں گے تو عالمِ ربّانی وجود میں آئے گا اور اس کی

کیفیت حضرت علی رضی اللہ عنہ والی ہوجائے گی، آپ سب حضرات نے مختارات میں پڑھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ محراب میں کھڑے ہو جاتے تھے، ڈاڑھی پکڑ لیتے تھے، اور آپ کی یہ کیفیت ہوتی تھی:

يَتَمَلْمَلُ تَمَلْمُلَ السَّلِيْمِ وَيَبْكِيْ بُكَاءَ الْحَزِيْنِ يَقُوْلُ يَا رَبَّنَا يَا رَبَّنَا

آپ سانپ اور بچھو کے ڈنسے ہوئے کی طرح تلملاتے تھے اور غم زدہ شخص کے رونے کی طرح روتے تھے، آپ پکارتے تھے کہ اے ہمارے رب! اے ہمارے رب!

اس کے بعد دنیا سے خطاب فرماتے تھے:

يَا دُنْيَا أَ بِيْ تَعَرَّضْتِ أَمْ لِيْ تَشَوَّفْتِ؟ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ غُرِّيْ غَيْرِيْ، قَدْ بَتَتُّكِ ثَلاثًا لَا رَجْعَةَ لِيْ فِيْكِ

اے دنیا! کیا تو میرے سامنے آئی ہے؟ کیا تو میرے لئے مزیّن ہوئی ہے؟ دور ہو جا! دور ہو جا! کسی اور کو دھوکہ دے! میں تو تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم طالبِ علم ہیں، دل میں علمِ قرآن ہے، علمِ حدیث ہے، علمِ نبوّت ہے، کیا ہماری بھی ایسی کیفیت ہے؟ ہماری تو ہر وقت ایک ہی سوچ ہوتی ہے کہ میرے پاس اچھی گاڑی ہو، اچھا گھر ہو، راحت اور زینت کے سارے اسباب ہوں، جب کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ[1]

عیش پرستی سے دور رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے، خلیفۃ المسلمین تھے، سب کچھ حاصل کر سکتے تھے، لیکن کہتے تھے:

يَا دُنْيَا أَ بِيْ تَعَرَّضْتِ أَمْ لِيْ تَشَوَّفْتِ؟ هَيْهَاتَ هَيْهَات غُرِّيْ غَيْرِيْ، قَدْ بَتَتُّكِ ثَلاثًا لَا رَجْعَةَ لِيْ فِيْكِ

اے دنیا! کیا تو میرے سامنے آئی ہے؟ کیا تو میرے لئے مزین ہوئی ہے؟ دور ہو جا! دور ہو جا! کسی اور کو دھوکہ دے! میں تو تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فَعُمْرُكِ قَصِيْرٌ وَعَيْشُكِ حَقِيْرٌ وَخَطَرُكِ كَبِيْرٌ

تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرا عیش بے قیمت ہے اور تیرے خطرات بڑے ہیں۔

آهْ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ وَبُعْدِ السَّفَرِ وَوَحْشَةِ الطَّرِيْقِ[2]

ہائے! ہائے! توشہ کم ہے اور سفر لمبا ہے اور راستہ انجانہ ہے۔

میرِ کارواں کا رختِ سفر

میرے بھائیو! اگر کتب بینی ہوئی اور قطب بینی بھی، صحیح طریقے سے کتابوں کا مطالعہ ہوا

---

[1] مسند أحمد، ح(۲۲۱۰۵)

[2] صفة الصفوة: ۱/۱۱۸

اور مشائخِ حقّہ کی صحبت بھی نصیب ہوئی، علمی محنت کے ساتھ اپنی رائے کو فنا کر کے نفس کو مشائخ کے تابع کرلیا تو ان شاء اللہ مجھے اور آپ کو بھی اسی طرح کی کیفیت نصیب ہوگی، پھر ہماری یہ حالت ہوگی:

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز

اگر کتب بینی اور قطب بینی دونوں کا اہتمام کریں گےتو نگاہ بلند ہو جائے گی، سخنِ دل نواز کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گےاور پُرسوز جاں سے بھی سرفراز فرمائیں گے، علّامہ اقبال فرماتے ہیں کہ یہ سب میرِ کارواں کی خصوصیات ہیں۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

میرے عزیزو! آپ سب مستقبل کے میرِ کارواں ہیں اور یہ ہمارا رختِ سفر ہے، اور اس رختِ سفر کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں علماء اور مشائخ کے ساتھ نیاز مند بن کر تعلّق رکھنا پڑے گا۔

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ﴾ (یوسف:۷۶)

اور ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔

میرے عزیز طلبہ! فارغ ہونے کے بعد بھی طالبِ علم بن کر رہو، بڑوں کی صحبت میں جا کر بیٹھو اور ان سے علم حاصل کرو، مشائخ کے پاس بھی جاؤ اور ان سے علمِ باطن حاصل کرو، یہ ہمارا رختِ سفر ہے، اور جب یہ رختِ سفر حاصل ہو جائے گا تو پھر سوچ بھی آفاقی ہو جائے گی، درد بھی آفاقی ہوگا، محنت بھی آفاقی ہوگی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ شانُہ کامیابی بھی

آفاقی عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائیں، ہمارے تمام اکابر کے علوم، فیوض اور خلوص میں خوب برکت نصیب فرمائیں، ان سب کے ٹھنڈے میٹھے سایوں کو ہم سب پر تا دیر قائم رکھیں اور ان کی قدردانی کی ہمیں توفیق عطا فرمائیں، قحط الرجال کا دور ہے، ایک ایک کر کے اکابر اُٹھتے چلے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے موجودہ اکابر کی خوب حفاظت فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمارے مدارس کی بھی حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

مجھے اہمیت دی گئی اور یہاں بیٹھنے کا موقع دیا گیا، اس پر میں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب کا، مہتمم صاحب کا، ان اکابر کا، منتظمین کا، اور آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں، جزاکم اللہ خیراً۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت

میں تو اس زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو فرضِ عین سمجھتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ اس زمانے میں اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت اور ان سے تعلّق رکھنے کو فرضِ عین ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ آج کل ایمان کی سلامتی کا ذریعہ صرف اہل اللہ کی صحبت ہے۔

بصائرِ حکیم الاُمّت، ص: ۱۳۲

ماٰخذومراجع

شمار	کتاب	مصنّف/مرتّب	ناشر
۱	صحيح مسلم	الإمام مسلم	دار التأصيل،مصر
۲	موطأ امام مالك	الإمام مالك	دار النوادر،دمشق
۳	مسند أحمد	الإمام أحمد بن حنبل	مؤسسة الرسالة،بيروت
۴	شعب الإيمان	الإمام البيهقي	دار الكتب العلمية،بيروت
۵	تفسير الطبري	الإمام الطبري	دار عالم الكتب،الرياض
۶	تهذيب التهذيب	الحافظ ابن حجر العسقلاني	مؤسسة الرسالة،بيروت
۷	صفة الصفوة	الإمام ابن الجوزي	دار الحديث،قاهرة
۸	العقود الدرية في مناقب شيخ الإسلام ابن تيمية	الإمام محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي	الفاروق الحديثية للطباعة والنشر،القاهرة
۹	صفحات من صبر العلماء	الشيخ عبدالفتاح أبو غدّة	دار البشائر الإسلامية
۱۰	بیان القرآن	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان
۱۱	حدائق الحنفیہ	مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب	مکتبہ ربیعہ، کراچی
۱۲	معارفِ بہلوی	حضرت مفتی سعید احمد جلالپوری	مکتبہ لدھیانوی، کراچی
۱۳	ملفوظات وواقعات مفتی شفیع صاحبؒ	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی	ادارۃ المعارف، کراچی
۱۴	اصلاحی تقریریں	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی	بیت العلوم، لاہور
۱۵	بیّنات، اشاعتِ خاص، بیادِ محدّث العصر، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری	بیّنات	بیّنات، کراچی